خلاصہ خطبہ جمعہ مورخہ 10 جولائی 2026 بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعودؑ کی شفقتوں اور جُود و سخا کے واقعات پیش فرمائے۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام کی زندگی میں جُود و سخا کی ایک اَور شان بھی جلوہ گر ہے جو شفاعت اور سفارش کا رنگ رکھتی ہے۔ بعض اوقات آپؑ کی خدمت میں کوئی ایسا سائل آتا جس کے سوال کو پورا کرنا آپؑ کے اختیار میں نہ ہوتا بلکہ اس کا تعلق دوسروں سے ہوتا۔ اس حالت میں آپؑ اس امر کا بھی التزام رکھتے تھے کہ اس کے فائدے کے لیے ایسے لوگوں کو بھی سفارش کر دیتے تھے جن کو اپنی کسی ذاتی ضرورت کے لیے بھی کبھی کچھ نہ کہتے۔ یعنی دوسرے لوگوں کا کام تو کروا لیتے تھے لیکن اپنا کام کبھی اس شخص سے نہیں کروایا کرتے تھے۔

مرزا امام الدین صاحب اس سلسلے کے سخت دشمن تھے اور حضرتؑ کے خاندان کے ساتھ ان کو عداوت تھی مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کی عداوت کو دنیاوی معاملات میں ہمیشہ نظر انداز کر دیتے تھے۔ یعنی ان سے سلوک میں کبھی بھی آپؑ نے فرق نہیں کیا۔ وہ بسا اوقات حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مالی مدد لے لیتے اور باوجود ان احسانات کے مخالفت میں بھی لگے رہتے تھے۔

مرزا محمد بیگ ولد مرزا احمد بیگ کے خاندان سے محض للہ آپؑ کے تعلقات خوشگوار نہ تھے۔ احمد بیگ کا خاندان سخت بے دین اور سلسلے کا دشمن تھا۔ مرزا محمد بیگ نے جموں میں ملازمت کرنا چاہی اور حضورؑ سے درخواست کی کہ حضرت حکیم الامتؓ کے نام سفارشی خط دے دیا جائے تاکہ وہ مدد کر دیں۔ آپؑ نے بلا تامل خط لکھ دیا کہ اگرچہ ان کے والد مجھ سے عداوت رکھتے ہیں لیکن کچھ مضائقہ نہیں کہ ان کی سختی کے عوض نرمی اختیار کر کے اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ کا ثواب حاصل کیا جائے۔ پس ان کی مدد کر کے پولیس کے محکمے میں نوکر کروا دیں۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ لکھتے ہیں کہ قادیان میں ایک شخص نہال چند برہمن تھا جو اپنی جوانی کے ایام میں مشہور مقدمہ باز تھا اور حضرت صاحبؑ کے خاندان کے ساتھ عموماً مقابلہ اور شرارتیں کرتا رہتا۔ اخیر عمر میں اس کی مالی حالت نہایت خراب ہو گئی۔ یہاں تک کہ بعض اوقات اس کو اپنی روزانہ ضروریات کے لیے بھی مشکلات پیش آتی تھیں۔ اس نے ایک مرتبہ حضرت اقدسؑ کے دروازے پر آکر ملاقات کی خواہش کی اور اپنا قصہ کہا۔ آپؑ نے تسلی دی اور ۲۵ روپے کی رقم دی نیز فرمایا: جب ضرورت ہو مجھے بتانا۔ پھر اس کا معمول ہو گیا۔ وہ مہینے دو مہینے بعد آتا اور معقول رقم لے جاتا۔ ایک مرتبہ حضرت خلیفہ اوّلؓ سے بھی قرض لیا۔ جب آپؓ نے واپسی کا تقاضا کیا تو کہنے لگا: مرزا جی تو مجھے ہمیشہ روپیہ دیتے ہیں اور اس سے میرا گزارہ چلتا ہے۔ آپؑ نے کبھی پیسے واپس نہیں مانگے۔ چنانچہ آپؓ نے بھی اس کو چھوڑ دیا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ پادری والٹر صاحب ایم اے جو وائی ایم سی اے کے سیکرٹری تھے، نے اپنی کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق یہ رائے لکھی ہے کہ

مرزا صاحب اپنی عادات میں سادہ اور فیاضانہ جذبات رکھنے والے تھے۔ ان کی اخلاقی جرأت جو انہوں نے اپنے مخالفین کی طرف سے سخت مخالفت اور ایذا رسانی کے مقابلہ میں دکھائی، یقیناً قابلِ تحسین ہے۔ صرف ایک مقناطیسی جذب اور نہایت خوشگوار اخلاق رکھنے والا شخص ہی ایسے لوگوں کی

دوستی اور وفاداری حاصل کر سکتا تھا جن میں سے کم از کم دو نے افغانستان میں اپنے عقائد کی وجہ سے جان دے دی مگر مرزا صاحب کا دامن نہیں چھوڑا۔ مَیں نے بعض پرانے احمدیوں سے ان کے احمدی ہونے کی وجہ دریافت کی تو اکثر نے سب سے بڑی وجہ مرزا صاحبؑ کے ذاتی اثر اور ان کے جذب اور کھینچ لینے والی شخصیت کو پیش کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا آپؑ جو کچھ کسی کو دیتے وہ کسی نمائش کے لیے نہ ہوتا تھا بلکہ محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے اور شفقت علیٰ خلق اللہ کے نقطۂ خیال سے دیتے۔ اس لیے عام طور پر آپؑ نہایت مخفی طریقے سے عطا فرماتے تھے اور کبھی دوسروں کو عملی سبق دینے کے واسطے اعلانیہ بھی کرتے تھے۔

آپؑ کی عادت تھی کہ سوالی کی بات کو ردّ نہ کرتے اور یہ بھی معمولات میں سے تھا کہ بعض لوگوں کی ضرورتوں کا احساس کر کے قبل اس کے کہ وہ کوئی سوال کریں ان کی مدد کیا کرتے تھے۔

۱۹۰۴ء میں ایک مرتبہ ایک مخلص مہاجر کو کچھ روپے دیے کہ موسم سرما ہے آپ کو کپڑوں کی ضرورت ہو گی۔ حالانکہ اس کی طرف سے کوئی سوال نہ تھا۔ پھر آپؑ بہت مخفی طور پر لوگوں کو دیتے اور اس میں دوست دشمن کا امتیاز نہ تھا۔ شیخ فتح محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپؑ ہمیشہ میرا کرایہ ادا کرنے کے لیے تیار ہوتے تھے۔ اگرچہ مجھے ضرورت نہ ہوتی لیکن حضرتؑ کی روحِ سخاوت اس قدر عظیم الشان تھی کہ آپؑ بغیر استفسار ہمیشہ پیش کر دیتے ہیں اور یہ میرے ساتھ معاملہ نہ تھا بلکہ اکثر کو دیتے رہتے تھے۔ شام اور عرب سے بعض لوگ آتے اور آپؑ ان کو بعض اوقات بیش قرار رقوم بطور زادِ راہ دے دیتے کیونکہ وہ بہت دور دراز سے آئے ہوتے۔ بعض اوقات لوگ سوال نہ کرتے اور رقعہ لکھ دیتے۔ کسی کو یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ اس نے سوال کیا ہے لیکن جب حضرت اقدسؑ اندر سے سائل کے لیے کچھ بھیجتے تو پتہ لگتا یا کبھی اندر تشریف لے جاتے وقت کہہ جاتے کہ تم بیٹھو مَیں آتا ہوں۔ حضرت صاحبؑ آتے تو معلوم ہوتا کہ آپؑ سائل کے لیے اس کی مطلوبہ چیز نقدی یا کپڑا لے کر آ رہے ہیں۔

حضور علیہ السلام اپنے محسن و پیشوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں جود و سخا کے پیکر تھے تاہم بعض دفعہ ہمیں یہ بھی نظر آتا کہ کسی حکمت و مصلحت کے پیشِ نظر آپؑ نے سوالی کو دینے سے احتراز بھی فرمایا۔

شیخ یعقوب علی صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ۱۸۸۹ء میں آپؑ لدھیانہ میں موجود تھے۔ آپؑ کے پاس ایک سائل آیا اور کہا کہ میرا عزیز فوت ہو گیا ہے۔ میرے پاس کفن دفن کے لیے کچھ انتظام نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مکرم قاضی خواجہ علی صاحبؓ کو فرمایا کہ اس کے ساتھ جا کر کفن کا سامان کر دو۔ عام طور پر حضورؑ کی یہ عادت نہ تھی بلکہ سوالی کو دے دیتے تھے۔ قاضی صاحب سائل کے ساتھ رخصت ہوئے اور کچھ دیر بعد ہنستے ہوئے واپس آئے اور کہا کہ سائل نے منت سماجت اور خوشامد شروع کر دی تھی کہ آپ نہ جائیں اور جو دینا ہے دے دیں۔ مَیں نے کہا کہ نہیں مجھے یہی حکم ہوا ہے تو اس نے کہا نہ کوئی مرا ہے نہ کفن دفن کی ضرورت ہے۔ یہ میرا پیشہ ہے۔ اب میری پردہ دری نہ کرو اور وہ چلا گیا!

حضور انور نے فرمایا کہ گذشتہ خطبہ میں مَیں نے واقعہ بیان کیا تھا کہ لنگر کا خرچ بڑھ گیا تو حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت اماں جانؓ کے زیور بیچ کر خرچ پورا کیا۔ اس پر گذشتہ ہفتے میرے سے کسی نے سوال کیا ہے کہ کیا بیوی کا زیور ضرورت پڑنے پر خاوند کے تصرف میں آسکتا ہے اور خرچ کیا جا

سکتاہے۔ تو واضح ہو کہ حضرت مسیح موعودؑ قرض لیا کرتے تھے اور واپس فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ اس بارے میں ایک روایت ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت امّ المومنین سے روپیہ قرض لیا۔ گندم خرید کر لنگر کا خرچ اور گھر کا خرچ پورا کیا کیونکہ بہت سارا کھانا آپؑ کے گھر سے ہی پکتا تھا۔ بعد ازاں آپؑ نے چودھری رستم علی صاحب سے ۵۰۰/روپے منگوائے اور کچھ گھی کی چاٹیاں منگوائیں اور حضرت اماں جانؓ کا قرض ادا کیا۔

ایک واقعہ کھانے میں برکت کا ہے۔ حضرت میاں عبد اللہ صاحب سنوریؓ کہتے ہیں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چند مہمانوں کی دعوت کی۔ کھانے کے وقت اتنے ہی اَور مہمان آ گئے۔ آپؑ نے اندر پیغام بھیجا۔ اس پر حضرت اماں جانؓ نے آپؑ کو بلوایا اور کہا کھانا تو تھوڑا سا ہے ۔ صرف چند لوگوں کے لیے بنوایا ہے۔ باقی تو کچھ کھینچ تان کر انتظام ہو جائے لیکن زردہ بہت کم ہے، یہ نہیں بھیجتے۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا: نہیں! یہ مناسب نہیں ہے۔ تم زردے کا برتن میرے پاس لاؤ۔ آپؑ نے اس برتن پر رومال ڈال دیا اور پھر رومال کے نیچے اپنا ہاتھ گزار کے اپنی انگلیاں زردے میں داخل کر دیں اور پھر کہا سب کے واسطے کھانا نکالو۔ جب یہ کھانا پیش کیا گیا تو سب نے کھایا اور کچھ زردہ بچ بھی گیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ آپؑ کی جُود و سخا کے چند واقعات ہیں جن میں اپنے آقا و مولا کی اتباع میں آپؑ نے ایسا نمونہ دکھایا کہ اپنے اور غیر حتیٰ کہ دشمن بھی فیض یاب ہوتے رہے۔

خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَن يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِیَ لَهٗ ۞وَاَشْهَدُ أَنْ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ ۞ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۞عِبَادَاللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ ۞اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۞ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْ كُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۞